وَعَلَّمَكَ مَالَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

تصنیف حضرت خواجۂ عالم پیر **نور محمد** صاحب نقشبندی مرتضائی سجادہ نشین

وخلف الرشید سلطان العاشقین برہان الواصلین واقف رموز جلیہ وخفیہ کاشف غوامض عشقیہ

وعلمیہ پیر مشکلکشا مظہر عون یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ ، شیخ المشائخ

حضرت خواجہ **غلام مرتضیٰ** رضی اللہ عنہ فنافی الرسول متوطنا قلعہ شریف مدفنا ۲ عثمان گنج لاہور۔

حُجَّتِ رَبَّانی

جس میں جناب مولوی عبدالشکور صاحب ایڈیٹر النجم لکھنؤ کے رسالہ تحفہ لاثانی اور مولوی حسین علی صاحب سکنہ واں بھچراں ضلع میانوالی کے رسالہ غیب دانی کا مفصل جواب ہے اور براہین قاہرہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جمیع موجودات ماکان ومایکون کو محیط ہے

باہتمام:۔ **انجمن نقشبندیہ مرتضائیہ**

۲۔ عثمان گنج لاہور،

تعداد ۱۰۰۰ —— قیمت ۱/۵۰ روپے —— رمضان المبارک سنہ [illegible]

۱۵

وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ

تصنیف حضرت خواجۂ عالم پیر نور محمد صاحب نقشبندی مرتضائی سجادہ نشین

وخلف الرشید سلطان العاشقین برہان الواصلین واقف رموز جلیہ وخفیہ کاشف غوامض عتیقہ

وعلیہ پیر مشکلکشا مظہر عون یفعل اللہ ما یشاء : شیخ المشائخ

حضرت خواجہ غلام مرتضیٰ فنانی الرسول قدس سرہٗ تو طنا قصور شریف مدفنا ۲۔ عثمان گنج لاہور۔

جس میں جناب مولوی عبدالشکور صاحب ایڈیٹر النجم لکھنؤ کے رسالہ تحفۂ لاثانی اور مولوی حسین علی صاحب سکنہ واں بھچراں ضلع میانوالی کے رسالہ غیب دانی کا مفصل جواب اور براہین قاہرہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علم جمیع موجودات ما کان وما یکون کو محیط ہے

باہتمام۔ انجمن نقشبندیہ مرتضائیہ

۲۔ عثمان گنج لاہور،

تعداد ۱۰۰۰ ــــ قیمت ۵۰/۱ روپے ــــ رمضان المبارک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الامین وعلی آلہ واصحابہ و ازواجہ اجمعین ط

حضرات ؛ عالیجناب مستغنی عن الالقاب جناب مولوی عبدالشکور صاحب ایڈیٹر النجم لکھنوی اور مولوی حسین علی صاحب سکنہ واں بھچراں ضلع میانوالی نے دو رسالے درباره علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تصنیف کر کے شائع کئے ہیں۔ اول الذکر نے رسالہ تحفہ لاثانی۔ اور مؤخر الذکر نے رسالہ غیب دانی۔ جیسا ان رسالوں کے ناموں میں تطابق ہے۔ اسی طرح دلائل میں بھی کلی اتفاق ہے۔ یعنی جو دلائل مولوی عبدالشکور صاحب نے نفی علم غیب پر دیئے ہیں بالکل انہی کے نقش قدم پر مولوی حسین علی صاحب چلے ہیں۔ اگرچہ ہمارا خطاب جناب مولوی عبدالشکور صاحب ایڈیٹر النجم لکھنو سے ہے مگر اس ہماری ناچیز تحریر میں مولوی حسین علی صاحب کا جواب بھی آجائیگا جسکی وجہ وہی ہے کہ دلائل ہر دو صاحبان کے ایک ہیں۔ ہاں حاشیہ پر ہم مولوی حسین علی صاحب کے دلائل کا صرف حوالہ دیں گے۔ کہ چونکہ انہوں نے بھی وہی دلیل پیش کی ہے لہذا وہ بھی اپنا جواب سمجھ لیں۔ مولوی عبدالشکور صاحب نے اپنے مذکورۃ الصدر رسالہ میں اُس مناظرہ کی روئداد چھاپی ہے جو مابین مولنٰا نثار احمد صاحب و مولوی عبدالشکور صاحب مسئلہ علم غیب وغیرہ پر ہوا۔ ہم چونکہ جلسہ مناظرہ میں موجود نہ تھے اس لئے کوئی رائے قائم نہیں کر سکتے کہ کون جیتا اور کون ہارا۔ مگر اتنا کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ فریق ثانی مولنٰا نثار احمد صاحب کی تقریروں کو دیانت سے نقل نہیں کیا گیا بلکہ انہیں ضرور قطع و برید کی گئی ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ مولانا نثار احمد صاحب جیسے فاضل نے ان اعتراضات کا جواب نہ دیا ہو۔ جو بارہا مخالفین نے علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے اور اہل حق کی طرف سے جواب پائے اور جواب الجواب کی آجتک ہمت

نہ ہوئی۔ چنانچہ کئی ایک کتابیں حضرت مولٰنا احمد رضا خانصاحب بریلوی نے جو اس مسئلہ علم غیب پر لکھیں لاجواب پڑھی ہیں۔ مولوی عبدالشکور صاحب نے نفی علم غیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جس قدر دلائل لکھے ہیں کوئی نئے نہیں ہیں۔ بلکہ وہی پرانے فرسودہ اعتراضات ہیں جن کے جواب علمائے دیوبند وغیرہم بارہا پا چکے ہیں۔ ہم مناظرہ مذکورہ پر بطور محاکمہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ جسکی وجہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ ہم وہاں موجود نہیں تھے۔ ہاں ان دلائل کا جواب دیں گے جو مولوی عبدالشکور صاحب نے نفی علم غیب پر لکھے ہیں۔ کیا مولوی عبدالشکور صاحب جواب الجواب سے ہماری تسلی کر سکتے ہیں۔ دیدہ باید۔

یہ مان لیا ہم نے کہ عیسیٰ سے سوا ہو

جب جانیں کہ دردِ دل عاشق کی دوا ہو

بہرکیف اب جواب شروع ہوتا ہے۔ غور سے سنئے مولوی صاحب کی عبارت ماتحت "شک" کے ہوگی اور ہمارا جواب ماتحت "فک" کے ہوگا۔ اقول وباللہ التوفیق۔

شک ۔ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ (۲۰ نمل ۲۷ پ ع ۱)

ترجمہ:۔ اے نبی کہہ دیجئے کہ نہیں جانتا کوئی آسمان میں اور زمین میں غیب کو سوا اللہ کے۔

اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ جمیع امور غیبیہ کا علم سوائے خدا کے کسی کو نہیں البتہ حق تعالیٰ غیب کی جن باتوں پر چاہتا ہے اپنے نبیوں کو اطلاع دیتا ہے۔ اور ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام نبیوں سے زیادہ علوم غیبیہ عطا فرمائے۔

فک ۔ جب آیت میں صاف طور پر علم غیب کی نفی ہے کہ سوائے خدا کے کوئی غیب جانتا ہی نہیں تو پھر اسکے کیا معنی کہ جن باتوں پر خدا چاہتا ہے اپنے نبیوں کو اطلاع دیتا ہے۔ یہ آیت مذکورہ کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ افسوس مولوی صاحب نے آیت سے علم غیب کی نفی ثابت کرنے کی کوشش کی مگر پھر بھی انبیاء کے لئے علم غیب کا انکار نہ کر سکے۔ اگرچہ مولوی صاحب نے اجمال سے کام لیا ہے۔ مگر ہم اس آیت کی تفسیر ذرا مفصل کریں گے۔ مولوی صاحب اس آیت میں علم ذاتی کی نفی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء خود بخود غیب نہیں جانتے بلکہ اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے امور غیبیہ پر مطلع ہوتے ہیں۔ جمیع ماکان

ومایکون کی نفی کا اس میں کوئی لفظ نہیں۔ چنانچہ امام ابن حجر مکی فتاوی حدیثیہ میں فرماتے ہیں:
معناها لا یعلم ذلك استقلالاً وعلم احاطة بکل معلومات الله تعالیٰ واما المعجزات والکرامات فبا علام الله تعالیٰ۔ خلاصہ یہ کہ علم غیب ذاتی یا استقلالی کی نفی ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا کے بتلانے سے بھی علم غیب انبیاء نہیں جانتے یا نفی کل معلومات الٰہیہ کی ہے نہ جمیع موجودات کی۔ پس ہمارا اعتقاد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب خدا کے بتلانے سے ہے۔ بالذات یا بالاستقلال نہیں کہ شرک فی العلم ہو سکے۔ ایسا ہی لکھا ہے شرح جامع صغیر میں امام مناوی ؒ نے اور اگر ایسا نہ مانا جائے تو قرآن میں تعارض لازم آئے گا۔ کیونکہ بعض آیات قرآنیہ سے علم غیب انبیاء کے لئے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے۔ جیسے فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول اور وماکان الله لیطلعکم علی الغیب ولکن الله یجتبی من رسلہ من یشاء۔ وغیرہ جن کا مطلب آئندہ بعد وجہ استدلال لکھا جائیگا انشاء اللہ تعالیٰ پس ہم اس تناقض کو یوں اٹھا سکتے ہیں کہ جن آیتوں میں علم غیب کی نفی ہے وہاں علم غیب ذاتی یا استقلالی کی نفی ہے اور جن آیتوں سے انبیاء کیلئے علم غیب ثابت ہوتا ہے وہاں علم غیب اضافی یا عطائی مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے ہوتا ہے

شک۔ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہٗ (سورہ یٰس ۳۶ پ ۲۳ ع ۴) اپنے نبی کو ہم نے شعر کا علم نہیں دیا اور نہ یہ چیز انکی شان کے لائق ہے۔ ماکان ومایکون میں ایک چیز شعر بھی ہے اس کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں ہوا۔ لہٰذا جمیع ماکان ومایکون کا دعویٰ غلط ہو گیا۔

فک۔ مولوی صاحب! اسکا مطلب یہ نہیں کہ حضور کو شعر کا علم نہیں دیا گیا اور آپ شعر کے علم و ادراک صحت وسقم ردی وجید وغیرہ سے ناواقف تھے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ پر شعر کی نظم و ادا دشوار تھی جس سے ثابت ہوا کہ علم شعر کی نفی نہیں ہے بلکہ ملکہ کی نفی ہے علم اور ملکہ میں فرق ہے۔ کہا جائے کہ زید روٹی پکانا نہیں جانتا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ زید کو روٹی پکانے کا ملکہ نہیں ہے نہ یہ کہ زید کو اس کا علم ہی نہیں کہ روٹی کیسے پکتی ہے اور ایسا ہی لکھا ہے صاحب تفسیر خازن اور صاحب تفسیر مدارک اور امام فخر الدین رازی ؒ نے تفسیر کبیر میں کہ آپ شعر گوئی پر قادر نہ تھے جس کی وجہ اسی آیت میں ہے کہ یہ آپ کی شان کے لائق نہیں،

کیونکہ شک فی النبوۃ کا باعث ہے مگر شعر کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علی وجہ الکمال تھا۔ ردی وجید موزون غیر موزون سب کچھ جانتے اس دعویٰ کے ثبوت میں منجملہ تفسیر روح البیان کی عبارت درج ذیل ہے۔ ولما کان الشعر مما لا ینبغی لانبیاء علیہم السلام لم یصدر من النبی صلی اللہ علیہ وسلم بطریق الانشاء دون الانشاد الا ماکان بغیر قصد منہ وکان کل کمال بشری تحت علمہ الجامع فکان یجیب کل فصیح وبلیغ وشاعر واشعر وکل قبیلۃ بلغاتہم وعباراتہم وکان یعلم الکتاب علم الخط واہل الحرف حرفتہم ولذا کان رحمۃ للعلمین (جلد ۲ صہ ۸۰۸) خلاصہ یہ کہ آپ سے بطریق انشاء شعر اسلئے صادر نہیں ہوا کہ یہ انبیاء کی شان کے لائق نہیں الا بلا قصد باوجودیکہ ہر بشری کمال آپکے علم جامع کے ماتحت ہے یہی وجہ ہے کہ ہر فصیح وبلیغ شاعر واشعر اور ہر قبیلہ کو آپ اُنہی کے لغات و مسلمات سے جواب دیتے تھے۔ کاتبوں کو علم خط سکھاتے تھے اور اہل حرفت کو حرفت کی تعلیم دیتے تھے کیونکہ آپ رحمۃ للعالمین ہیں تو جب ہر کمال بشری آپکے علم کے ماتحت ہے تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ شعر کا علم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ہو۔ اور جلد ثالث صہ ۲۸۲ پر اس سے بھی زیادہ تصریح ہے حیث قال والظاہر ان المراد ما ینبغی لہ من حیث نبوتہ وصدق لہجتہ ان یقول الشعر لان المعلم من عند اللہ لا یقول الا حقا وہذا لا ینافی کونہ فی نفسہ قادرا علی النظم والنثر۔ یعنی بہ حیثیت نبی وصادق البیان ہونے کے شعر کہنا آپ کے مناسب حال نہیں۔ کیونکہ خدا کا معلم جو کہتا ہے حق ہی کہتا ہے اور یہ اس کے منافی نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شعر کی نظم ونثر پر بھی قادر نہیں ہیں۔ قطع نظر تفاسیر کثیرہ کے ذرا مدارک کی عبارت بھی ملاحظہ فرماتے جائیے۔ ای جعلناہ بحیث لو اراد قرض الشعر لم یتات لہ ذلک یعنی ہم نے آپ کو ایسا کیا ہے کہ اگر شعر گوئی کا ارادہ کریں تو اس پر قادر نہ ہو سکیں اور اسکو ادا نہ کر سکیں، کیونکہ یہ شان نبوت کے لائق نہیں۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ آپ کو شعر کا علم ہی نہیں۔ شعر دو معنوں میں مستعمل ہوتا ہے۔ عرفی اور منطقی۔ جیسا کہ تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں ان الشعر ہو الکلام الموزون الذی قصد الی وزنہ۔ دوم یہ کہ وزن وقافیہ شعر کے رکن نہیں ہیں بلکہ مقدمات مخیلہ کا ایراد رکن شعر ہے۔ پس جو مقدمات مخیلہ سے مرکب

ہو شعر ہے۔ چونکہ کفار عرب آپ کو شاعر بمعنے کاذب کہتے تھے لہذا یہی معنے مولوی صاحب کی آیت پیش کردہ میں مقصود ہیں یا مفسرین اس آیت سے اور معنے مراد لیتے ہیں۔ مدارک میں ہے وما علمناه الشعر ای وما علمنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم قول الشعر اد ما علمناه بتعلیم القرآن الشعر علی معنی ان القرآن لیس بشعر یعنی ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم قرآن کے ساتھ شعر نہیں سکھایا یعنی مطلب یہ کہ قرآن شعر نہیں ہے اور اس امر کا ثبوت کہ علم بمعنے ملکہ بھی ہوتا ہے۔ تلویح کی عبارت ذیل سے سنئے ولا نسلم ان دلالة لفظ العلم علی التهیؤ المخصوص فان معناه ملکة یقتدر بها علی ادراك جزئیات الاحکام واطلاق العلم علیها شائع ذائع ہم کہتے ہیں اگرچہ علم شعر وغیرہ کا ملکہ شان نبوت کے لائق نہیں۔ مگر فی نفسہ کوئی علم مذموم نہیں چنانچہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر عزیزی پارہ اول صہ ۹۸ میں فرماتے ہیں: "دراینجا باید دانست کہ علم فی نفسہ مذموم نیست ہر چونکہ باشد" اور صہ ۱۰۱ پر لکھتے ہیں "دوم آنکہ آں علم اگرچہ فی نفسہ ضررے ندارد ولیکن ایں کس بہ سبب قصور استعداد خود وفائق آں علم رائمی تواند دریافت و چوں بدقائق آں نرسید در جہل مرکب گرفتار شد" اس سے ثابت ہوا کہ کسی علم کے ضرر کا سبب کم استعدادی اور ناقابلیت ہے ورنہ فی نفسہ کوئی علم مضر و مذموم نہیں۔ اور کم استعدادی اور ناقابلیت ہمارے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قطعاً ناممکن۔ تو ثابت ہوا کہ آپ ہر علم کے عالم تھے۔ اس کے آگے مولوی صاحب نے شرح عقائد نسفی کی عبارت لکھی ہے جو انبیاء کی تعداد کے متعلق ہے۔ عبارت لکھنے کے بعد رقمطراز ہیں۔

شک۔ دیکھئے کیسی صاف عبارت ہے، جس سے جمیع ماکان وما یکون کا دعویٰ باطل ہوتا ہے۔ مصنف نے قرآن مجید کی آیت سے ثابت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض نبیوں کی اطلاع نہیں دی گئی۔ کیا انبیاء علیہم السلام ماکان و مایکون میں نہ تھے۔

فک۔ وہ آیت جس کی طرف مولوی صاحب بحوالہ شرح عقائد نسفی اشارہ کرتے ہیں یہ ہے منهم من قصصنا علیك ومنهم من لم نقصص علیك یعنی انبیاء میں

سے بعض کا حال ہم نے آپ سے بیان کیا اور بعض کا نہیں ۔ یہ ہے مولوی صاحب کے سارے مضمون کی جان ۔ اب جواب سنئے ۔ مُلا علی قاری مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ پر رطب اللسان ہیں ۔ ھذا لاینافی قوله تعالیٰ ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك منهم من قصصنا علیك ومنهم من لم نقصص علیك لان المنفی هو التفصیل والثابت هو الاجمال او النفی مقید بالوحی الجلی والثبوت متحقق بالوحی الخفی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حدیث میں انبیاء کی تعداد بتائی ہے یہ تعداد بتانا آیت مذکورہ کے منافی نہیں ۔ اس لئے کہ آیت میں نفی تفصیل کی ہے اور اجمال ثابت ہے یا یہ کہ نفی وحی جلی کے ساتھ مقید ہے اور ثبوت متحقق ہے ۔ ساتھ وحی خفی کے ۔ پس ثابت ہوا کہ بعض انبیاء کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی جلی دیا گیا اور بعض کا بذریعہ وحی خفی لہٰذا کل انبیاء کا علم آپ کے لئے ثابت ۔ پس اس حدیث میں کہ جس میں تعداد انبیاء علیہم السلام حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے اور آیت مذکورہ میں کوئی تناقض نہ رہا ۔ اس سے آگے مولوی صاحب نے کتب فقہ کی طرف رجوع کیا ہے ۔ علامہ شامی اور مُلا علی قاری علیہما الرحمۃ کی عبارتیں لکھی ہیں ۔ مگر چونکہ مفہوم دونوں کا ایک ہے لہٰذا مُلا علی قاری کی عبارت شرح فقہ اکبر سے درج ذیل ہے ۔

اعلم ان الانبیاء علیهم السلام لم یعلموا المغیبات الا ما اعلمهم الله تعالیٰ احیانا وذکر الحنفیة تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ قل لا یعلم من فی السمٰوٰت والارض الغیب الا الله ۔

خلاصہ یہ ہے کہ انبیاء غیب نہیں جانتے مگر جو اللہ نے ان کو بتایا ۔ اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں اس کو حنفیہ نے کافر کہا ہے ۔ کیوں کہ یہ عقیدہ آیت قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله کے مخالف ہے

اب جواب ملاحظہ ہو ۔

مولوی صاحب یہ فتوائے تکفیر نہ صرف قائلین غیب پر ہی چسپاں ہوتا ہے ۔ بلکہ خود مُلا علی قاری بھی اس سے مبرا نہیں ہو سکتے ۔ تاوقتیکہ دو علم غیب ذاتی اور عطائی نہ

مانے جائیں ہے

صوفی و رند ہیں دونوں تیرے عہد سے تباہ　　خانقاہ گرچہ ہے ویراں تو خرابات خراب

ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ قرآن کی جن آیات سے نفی علم غیب کی ثابت ہوتی ہے اس سے علم غیب ذاتی یا استقلالی مراد ہے۔ اور جن آیات سے اثبات ہوتا ہے ان سے مراد علم غیب اضافی یا عطائی ہے ورنہ تناقض لازم آئیگا جس کے ارتفاع کی کوئی صورت ہی نہیں۔ ایسا ہی فقہ وغیرہ کی کتابوں کا حال ہے۔ جس جس کتاب میں فقہائے کرام نے علم غیب کی نفی فرمائی ہے اس سے مراد علمِ غیب ذاتی ہے اور جہاں ثابت کیا ہے وہاں مقصود علمِ غیب عطائی ہے۔ ناظرین کو چاہیئے کہ اس تقریر کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں۔ اب جواب سنئے۔

یہی ملا علی قاری رحمہ اللہ شرح شفا جلد اول صـ۶۷ پر فرماتے ہیں ما اطلع علیہ من الغیوب ای الامور الغیبیۃ فی الحال ومایکون ای سیکون فی الاستقبال یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حال و استقبال دونوں زمانوں کے امورِ غیبیہ پر مطلع فرمایا ہے۔ اور پھر یہی ملا علی قاری رحمتہ اللہ مرقات شرح مشکوۃ جلد پنجم صـ۳۲۷ پر فرماتے ہیں دل ذلک علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من المبدار والمعاد والمعاش یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مبدار و معاد اور معاش دنیا و آخرت سب چیزوں کی خبر ایک ہی مجلس میں بتا دی۔ جمیع موجودات کی خبر ایک ہی مجلس میں بتانا خارق عادات سے معجزہ ہے۔ کیوں حضرت مولوی صاحب! یہی علامہ علی قاری ہیں جنہوں نے قائلین غیب پر کفر کا فتویٰ جڑا تھا۔ وہ تو خود جمیع موجودات کا علم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مان رہے ہیں تو کیا آپ کے اصول کے مطابق یہ لازم نہیں آتا کہ علامہ علی قاری رحمہ اللہ نے اپنے آپ پر بھی کفر کا فتویٰ دیا ہے

اک ہم ہی تیری چال سے پلتے نہیں صنم　　پامال کبک بھی تو ہوئے کوہسار میں

سنو! اسکی وجہ وہی ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے کہ جہاں کہیں بھی علم غیب کی نفی ہے، اس سے مراد علمِ غیب ذاتی ہے اور اثبات ہے تو عطائی کا۔ ورنہ عبارات مذکورہ علامہ علی قاریؒ کا تناقض رفع کر کے دکھاؤ جسکی تمہارے پاس کوئی صورت نہیں۔ پس کفر کا فتویٰ بالاتفاق

اسی پر ہے جو مخلوق کیلئے بالذات بے تعلیم الٰہی علم غیب مانے کہ جس پر دلیل نہ ہو۔ سو یہ ہمارا عقیدہ نہیں۔ ہم لوگ بہ تعلیم الٰہی مخلوق کیلئے عطائی علم غیب کے قائل ہیں جو دلیل سے ثابت ہو جس کے جملہ فقہائے کرام خصوصاً ملا علی قاری بھی قائل ہیں۔ تمام شد۔

شک۔ وفی الخانیة وفی الخلاصة لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا ینعقد ویکفر لاعتقاده ان النبی صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب یعنی فتاویٰ خانیہ وغیرہ میں ہے کہ اگر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گواہ کرکے نکاح کرے تو صحیح نہ ہوگا اور کافر ہو جائیگا بہ سبب اس اعتقاد کے کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب دان جانا۔

فک۔ اس سے آگے مولوی صاحب نے درمختار کی عبارت لکھی ہے جس کا مطلب بھی وہی ہے جو فتاویٰ قاضی خان وغیرہ کی عبارات کا ہے۔ یہ قول نہایت ضعیف ہے۔ اس کا ضعف لفظ قیل سے ہی ظاہر ہے جو درمختار کی عبارت میں آپ نے بھی لکھا ہے۔ یہ لفظ منقول عن المجهول یا منقول عن المجروح ہونے پر اس قول کے صاف دلالت کر رہا ہے۔

اور سنئے۔ ردالمختار شامی حاشیہ۔ یا شرح درمختار جلد ثانی صفحہ ۲۹۶ پر فیصلہ موجود ہے۔

(قوله۔ قیل یکفر) لانه اعتقد ان رسول الله صلی الله علیه وسلم عالم الغیب۔ قال فی التاتارخانیة وفی الحجة ذکر فی الملتقط انه لا یکفر لان الاشیاء یعرض علی روح النبی صلی الله علیه وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب۔ قال الله تعالیٰ عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احداً الا من ارتضیٰ من رسول۔ قلت بل ذکر فی کتب العقائد ان من جملة کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات ورداً علی المعتزلة المستدلین۔ یعنی یہ قول کہ اس نے اعتقاد کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب دان ہیں۔ کہا فتاویٰ تاتارخانیہ وغیرہ میں اور ملتقط میں ذکر ہے کہ بہ تحقیق وہ شخص کافر نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ سب اشیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر روشن ہیں اور بعض غیب انبیاء علیہم السلام جانتے ہیں جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ اللہ تعالیٰ جاننے والا غیب کا ہے نہیں ظاہر کرتا غیب کسی پر مگر جس کسی کو پسند کرتا ہے اپنے رسولوں سے، میں کہتا ہوں کہ کتب عقائد میں ہے کہ بعض غیب پر اطلاع پانا اولیاء کی کرامات سے ہے اور اس میں معتزلہ کی تردید ہے۔

ف۔ یہ جو کہا کہ یعرفون بعض الغیب اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ انبیاء کو خصوصاً آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع ماکان و مایکون کا علم نہیں تھا بلکہ بعض علم غیب تھا۔ نہیں ۔ نہیں ۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ بمقابلہ علم الٰہی کے انبیاء کو علم غیب بعض ہوتا ہے ۔ جہاں کہیں بھی کتب فقہ وغیرہ میں بعض کا لفظ ہے اس سے یہی مراد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بمقابلہ علم الٰہی کے علم غیب بعض ہے مگر اس بعض کی وسعت بھی اتنی ہے کہ علم لوح محفوظ ، عرش کرسی آسمان زمین جمیع ماکان و مایکون کو محیط ہے ۔ بعض ہے تو بمقابلہ علم الٰہی کے ہے نہ کہ فی نفسہٖ ۔

کیوں مولٰنا حضرت ! اب تو مطلع صاف ہوا ۔ اور لیجئے معدن الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے والصحیح انہ لا یکفر لان الانبیاء علیہم السلام یعلمون الغیب ویعرض علیہم الاشیاء یعنی صحیح قول یہی ہے کہ وہ شخص کافر نہیں ہوتا کیونکہ انبیاء علیہم السلام غیب جانتے ہیں اور ان پر اشیاء پیش کی جاتی ہیں ۔ خزانۃ الروایات وغیرہ باب النکاح میں بھی ایسا ہی لکھا ہے ۔ اب اس کی اصل وجہ سنئے ۔ طحطاوی حاشیہ درمختار میں ہے ۔ **قولہ** یکفر لعل وجہہ انہ حل ما حرم اللہ تعالٰی لان اللہ تعالٰی لم یحل النکاح الا بشہود من الجنس فاذا اعتقد الحل بغیر ذلک فقد خالف ۔ یعنی اس خوف کی وجہ کہ خدا اور رسول کی شہادت سے نکاح کرنے والا کافر ہو جاتا ہے یہ ہے کہ اس نے اس چیز کو حلال اعتقاد کیا ۔ جس کو اللہ تعالٰی نے حرام فرمایا ہے ۔ کیونکہ اللہ تعالٰی کا حکم ہے کہ جب تک دو گواہ انسان اس کی جنس سے موجود نہ ہوں نکاح جائز نہیں ہوتا پس کافر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس نے بغیر شہادت دو گواہوں کے (جو جنس انسان سے ہونے چاہئیں) نکاح حلال ہونے کا اعتقاد کیا اور اللہ تعالٰی کے حکم کی مخالفت کی ۔ نہ یہ وجہ کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں جانا ۔ کیا مولوی عبدالشکور صاحب کوئی آیت یا حدیث صحیح پیش کر سکتے ہیں کہ تمام نزول قرآن کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فلاں امر پوشیدہ رہا ۔ تحفہ لاثانی صہ ۲۲ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مولٰنا نثار احمد صاحب نے مناظرہ میں اپنے دعوے کے ثبوت میں عموماً چار آیات قرآنیہ پیش کی ہیں جو یہ ہیں ۔

۱ تلک من انباء الغیب نوحیہا الیک ۔

۲ ذٰلک من انباء الغیب نوحیه الیك۔

۳ ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشآء

۴ فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضٰی من رسولٍ ۔ ان آیات کا جو جواب مولوی عبدالشکور صاحب نے دیا ہم اس کو خلاصۃً نقل کر کے جواب دیتے ہیں۔

شک ۔ در مختار کی عبارت ان الرسل یعرفون بعض الغیب سے بعض علم غیب ثابت ہوتا ہے نہ کہ علم ماکان و مایکون۔ پیش کردہ چار آیات میں سے دو میں من تبعیضیہ ہے اور دو میں اگر بعض کا لفظ نہیں تو کل کا بھی نہیں ۔ اور اگر کل مراد لیا جائے تو ماکان و مایکون سے بھی یہ لفظ وسیع ہو جائیگا۔ اور علم حق تعالیٰ کے ساتھ برابری لازم آئے گی۔

فک ۔ ہم عرض کر چکے ہیں کہ جہاں کہیں بعض کا لفظ ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ بمقابلہ علمِ الٰہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا علمِ غیب بعض ہے اور یہ جو کہتے ہو کہ اگر کل مراد لیا جائے تو ماکان و مایکون سے بھی یہ لفظ زیادہ وسیع ہو جائے گا اور علم حق تعالیٰ کے ساتھ برابری لازم آئے گی۔ بالکل بے دلیل ہے ۔ اس پر آپ نے کوئی حجت پیش نہیں کی۔ سنئے ہم اہلِ سنت ایک جہت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو کلی مانتے ہیں ۔ ایک سے بعض یا جزئی ۔ اگر پہلی دو آیات میں من تبعیضیہ ہے تو ہو کر ہم بعض معلومات آلٰہیہ کا علم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانتے ہیں ۔ اور یہ موجبہ جزئیہ ہے ۔ پس اس جہت سے ہم علمِ غیب بعض کے قائل ہوئے اور یہی من تبعیضیہ کا مقتضیٰ ہے جو ہمیں کسی طرح مضر نہیں ۔ اور یہ جو ہم جمیع ماکان و مایکون کا علم حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے مانتے ہیں۔ یعنی کل شئ معلوم لنبینا صلی اللہ علیہ وسلم اور یہ موجبہ کلیہ ہے تو اس جہت سے ہم علم غیب کلی کے قائل ہوئے ۔ جب ہم بار بار کہتے ہیں کہ علم باری تعالیٰ کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو وہی نسبت ہے جو سمندر سے قطرے کو بلکہ یہ بھی متصور نہیں تو پھر اس بہتان کے کیا معنے کہ ہم علم حق تعالیٰ اور علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں برابری کے قائل ہیں ۔ جمیع ماکان و مایکون کا علم بمقابلہ علم باری تعالیٰ کے قلیل اور بعض ہے ۔ کیونکہ یہ محدود ہے وہ غیر محدود ۔ یہ متناہی وہ غیر متناہی ۔ یہ ممکن وہ واجب ۔ یہ عطائی وہ

ذاتی۔ یہ مخلوق ہے وہ نامخلوق۔ یہ بادلیل ہے وہ بے دلیل۔ یہ جزئی ہے وہ کلی۔ علمِ الٰہی کی کوئی حد معین نہیں۔ جمیع ماکان و مایکون کا علم تو بمقابلہ علم الٰہی بعض بلکہ قلیل بلکہ اقل ہے چنانچہ علامہ شہاب الدین خفاجی حواشی بیضاوی میں رطب اللسان ہیں۔ ان معلومات اللہ تعالی لا نہایۃ لہا وغیب السموات والارض۔ ما یبدونہ وما یکتمون قطرۃ منہا یعنی علم باری تعالی کی کوئی حد نہیں۔ آسمانوں اور زمینوں وغیرہ کے علم ایک قطرہ ہیں۔ اس کے علم کے مقابلہ میں۔ تو گو علم جمیع ماکان و مایکون بمقابلہ علم الٰہی ایک قطرہ ہے مگر بجائے خود قلیل نہیں قلیل ہے تو بمقابلہ علم الٰہی کے ہے نہ کہ فی نفسہٖ۔ مولوی نثار احمد صاحب نے مناظرہ میں کہا کہ علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ نسبت علم الٰہی ایسا ہے جیسا کہ ایک چڑیا سمندر سے اپنی چونچ بھر لے۔ اس پر مولوی عبد الشکور صاحب رقمطراز ہیں۔

شک۔ چڑیا کی چونچ کی پُر توہین مثال مولوی نثار احمد صاحب نے پے در پے چار تقریروں میں بیان کی۔ نعوذ باللہ صـ۳۲ دل ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت سے خالی ہیں ورنہ چڑیا کی چونچ کی مثال مولوی نثار احمد صاحب کی زبان سے نہ نکلتی (صـ۴۲)

فک۔ مثال یہ ہے کہ جتنا پانی چڑیا سمندر سے اپنی چونچ میں لے اور جو نسبت اس تھوڑے سے پانی کو سمندر سے ہے وہی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی بمقابلہ علم الٰہی کے ہے۔ اس مثال کو مولوی صاحب پُر توہین فرماتے ہیں۔ حالانکہ اس میں توہین کا کوئی لفظ نہیں۔ مثل مشہور ہے کہ مسئلہ علم غیب علمائے دیوبند کی چڑ ہے تو آج اس کی تصدیق ہو گئی۔

اے یارو! آؤ۔ یہی چڑیا کی چونچ کی مثال ہم تمکو صحیح بخاری سے دکھائیں۔ جس پر تم مضحکہ اُڑا رہے ہو۔ بخاری شریف میں ہے۔ وقع عصفور علی حرف السفینۃ فغمس منقارہ فی البحر فقال الخضر لموسی ما علمک وعلمی وعلم الخلائق فی علم اللہ تعالی الا مقدار ما غمس ھذا العصفور منقارہ الحدیث۔ خلاصہ یہ کہ کشتی کے کنارہ پر بیٹھ کر ایک چڑیا نے دریا میں اپنی چونچ تر کی۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میرا اور تیرا بلکہ جمیع مخلوقات کا علم حق تعالی کے علم کے مقابلہ میں ایسا ہی ہے جیسا کہ دریا کے مقابلہ

میں اس چڑیا کا اپنی چونچ تر کر لینا۔

کیوں مولانا۔ آپ کے نزدیک تو شاید حضرت خضر علیہ السلام بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بلکہ جمیع انبیاء کی (کیونکہ وہ بھی خلائق میں داخل ہیں) توہین ہی کر رہے ہیں۔ اب بتاؤ۔ اگر یہ مثال پُر توہین ہے تو اس کا اثر کس پر پڑا۔ بخاری اٹھا کر دیکھ لو کہ یہ کس ذات ستودہ صفات کا کلام ہے جس کے محض نقل کر دینے پر آپ اس قدر ناراض ہیں۔ اے خدا۔ تو علیم بذات الصدور ہے۔ ہم ہرگز شرک فی العلم کے قائل نہیں۔ اور نہ ہم تیرے علم میں کسی کو ساجھی سمجھتے ہیں بلکہ ہمارا عقیدہ وہی ہے جو تیری کتاب لاریب سے ثابت ہوتا ہے۔

ایک اور طریق سے بھی یہ مسئلہ طے ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب لاریب میں ارشاد فرماتے ہیں۔ ونزلنا علیك الكتاب تبیاناً لكل شئ

یعنی ہم نے اتاری تم پر کتاب جس میں ہر چیز کا بیان ہے۔ تو حضور قرآن مجید کے عالم ہیں آپ ہر چیز کے عالم ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ جوں جوں نزول قرآن ہوتا گیا آپ کو وقتاً فوقتاً غیب پر اطلاع ہوتی رہی اور تمامی نزول قرآن کے بعد آپ جمیع ماکان و مایکون کے عالم ہوئے۔ اس سے ثابت ہو گیا۔ اس پر مولوی عبدالشکور صاحب دو اعتراض کرتے ہیں جو خلاصتہً بمعہ جواب درج ذیل ہیں۔

شک ۔ اس پر میرے دو اعتراض ہیں کہ۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عمر بے کمالی ہی میں گذری ——— دوم۔ یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب آخیر عمر میں ملا۔

فک ۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ دنیا میں نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس سال کی عمر میں عطا ہوئی۔ تو کیا عطائے نبوت سے پیشتر جتنی عمر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی گذری وہ (معاذ اللہ) بے کمالی ہی میں گزری؟ یہ تو تھا جواب کا الزامی پہلو! اب اسکا جو جواب مولوی عبدالشکور صاحب دیں گے وہی ہماری طرف سے بھی سمجھ لیں۔ تحقیقی پہلو یہ کہ جس طرح قرآن شریف کا نزول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نجماً نجماً ہوا۔ اسی طرح کمالات بھی جو لوازمات نبوت ہیں وقتاً فوقتاً موقع بموقع ظہور میں آئے۔ چنانچہ تبیاناً لکل شئ کل

قرآن شریف کی صفت ہے ذبعض کی پس تمام نزول قرآن کے بعد حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم پر جمیع ماکان و مایکون کے غیوب منکشف ہو گئے۔ اس کا جواب مولوی عبدالشکور صاحب یوں دیتے ہیں۔

شک ۔ آیت میں کل شئی سے مراد صرف وہی کل اشیاء ہیں جو دین سے تعلق رکھتی ہوں اور اس مراد کا قرینہ یہ ہے کہ قرآن مجید دین کی کتاب ہے۔ اس کو دنیا کی خرافات سے کیا واسطہ۔ نظیر اس کی یہ ہے کہ حضرت بلقیس کے متعلق قرآن شریف میں ہے

اوتیت من کل شئی

یعنی بلقیس کو ہر چیز دیگئی حالانکہ اسکو نبوت وغیرہ نہیں ملی۔

فک ۔ افسوس! مولوی صاحب نے تفصیل نہیں کی کہ وہ کون سی اشیاء ہیں۔ جن کا ذکر قرآن شریف میں نہیں۔ یا جو دین سے متعلق نہیں۔ ہم تو کوئی ایسی چیز نہیں پاتے جسکا تعلق دین سے نہ ہو۔ ہر بری چیز کا بھی گونہ تعلق ہے۔ مثلاً چوری، جوا، زنا، شراب، لحم خنزیر وغیرہ۔ شریعت مطہرہ بلکہ خود قرآن مجید میں حرام قرار دی گئی ہیں تو یہ بھی ایک قسم کا تعلق ہے خواہ کیسا ہے۔ یا آپ نے تفصیل فرمائی ہوتی۔ جمیع ماکان و مایکون میں۔ چونکہ سب اشیاء داخل ہیں۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کا علم ہے۔ اس میں کون سی قباحت لازم آتی ہے۔ مولنا بتاؤ وہ کون سی اشیاء ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں نہیں۔ ذرا آیت لا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ط کو مدنظر رکھنا۔ قرآن شریف میں بکثرت آیات ملتی ہیں، جن میں ارشاد ہے کہ قرآن مجید میں ہر چیز کی تفصیل ہے۔

تفسیر اتقان صہ۲۶۹ سے ایک اور حجت قطعی سنئے جس کے ملاحظہ فرمانے کے بعد اعتراض کی گنجائش ہی نہ رہے گی۔ حکی ابن سراقۃ فی الکتاب الاعجاز عن ابی بکر بن مجاھد انہ قال مامن شئی فی العالم الا وھو فی کتاب اللہ۔ فقیل لہ فاین ذکر الخانات فقال فی قولہ لیس علیکم جناح ان تدخلوا بیوتا غیر مسکونۃ فیھا متاع لکم فھی الخانات۔

یعنی کتاب الاعجاز میں ابن سراقہ ابوبکر بن مجاہد سے حکایت کرتے ہیں کہ ایک روز انہوں نے فرمایا کہ جہان کی کوئی چیز ایسی نہیں جس کا ذکر قرآن شریف میں نہ ہو۔ کسی نے سوال

کیا کہ بھلا سراؤں کا کہاں ذکر ہے ؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس آیت میں لیس علیکم جناح ان تدخلوا الخ ۔

جمیع العلم فی القرآن لکن تقاصر عنہ افہام الرجال

پس ثابت ہوا کہ ہر چیز کا ذکر قرآن شریف میں ہے اور حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے عالم ہیں ۔ پس جمیع اشیاء ماکان و مایکون کا علم حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہوا ۔ حدیث تجلی لی کل شئی کو مولوی صاحب نے خود لکھا ہے ۔ جو جمیع موجودات پر دلیل قوی ہے ۔ اور یہاں حضرت بلقیس کی مثال پیش کر کے مولوی صاحب نے اس کلیت کو محدود کرنے کی کوشش کی ہے جو قیاس مع الفارق ہے ۔ مولوی صاحب کہتے ہیں اوتیت من کل شئی سے مراد وہی اشیاء ہیں جو متعلقہ بامور سلطنت ہیں ۔ ایسے ہی حدیث میں کل شئی سے مراد وہی اشیاء ہیں جو دین سے متعلق ہیں ۔ اور یہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ دین یا قرآن سے غیر متعلق کوئی چیز نہیں ۔ پس جمیع موجودات کا علم حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ۔ افسوس تلک من انباء الغیب الآیۃ وغیرہ میں من تبعیضیہ مولوی صاحب کو نظر پڑا مگر اوتیت من کل شئی سے دانستہ اغماض کیا اور چپکے سے نکل گئے ۔ تحفۃ الثانی صد۲۲ میں مولوی صاحب نے قیامت میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی نفی ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ۔ چنانچہ فرماتے ہیں ۔

شک ۔ یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب ۔ ترجمہ " جس دن جمع کرے گا اللہ رسولوں کو یعنی قیامت کے دن اور ان سے پوچھے گا کہ تمکو قوم کی طرف سے کیا جوابات ملے ۔ وہ کہیں گے ہم کو کچھ علم نہیں ۔ غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے " اس سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن بھی حضرت انبیاء علیہم السلام اپنی غیب دانی سے انکار فرمائیں گے ۔ لہذا اخیر عمر میں بھی علم غیب کا ملنا غلط ہو گیا ۔

فک ۔ ایسے شبہات عدم تدبر سے ناشی ہیں ۔ مولوی صاحب ! کیا آپ انبیاء علیہم السلام کو جو جوابات ان کی اُمتوں نے دیئے ان کا علم نہیں ہوگا ؟ ہوگا اور ضرور ہوگا ——

لا علم لنا کہنا بمقابلہ علم الٰہی اپنے علم کی نفی کرنا مقصود ہے جو مقتضائے ادب ہے۔ اس پر دلیل سنئے۔ تفسیر خازن جلد اول صفحہ ۵۰۲ میں بحوالہ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازیؒ منقول ہے۔ ان الرسل علیہم السلام لما علموا ان اللہ تعالیٰ عالم لا یجهل وحلیم لا یسفه وعادل لا یظلم علموا ان قولهم لا یفید خیرا ولا یدفع شرا فرأوا الادب فی السکوت وتفویض الامر الی اللہ تعالیٰ وعدله فقالوا لا علم لنا۔ خلاصہ یہ کہ انبیاء علیہم السلام کو سب علم ہوگا کہ حق تعالیٰ عالم ہے۔ حلیم ہے۔ عادل ہے۔ کسی پر ظلم نہیں کرتا تو ازراہ تواضع و ادب سب امور خدا کو سپرد کرکے کہیں گے لا علم لنا اور از روئے ہضم و تواضع کسر نفسی سے اپنے علم کی نفی علم الٰہی کے سامنے کریں گے ورنہ جو جواب ان کی قوم نے ان کو دیئے اور وہ ان کو سن چکے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ سب ان کو بھول جائیں۔ اس سے آگے بھی مولوی صاحب نے کچھ آیات قرآنیہ اور اقوال وغیرہ پیش کئے ہیں جن کا جواب اسی قدر کافی ہے کہ فرنگی محلی صاحب کے مقلدین سے ان کا جواب لے لو۔ ہم ان کے مقلد نہیں۔ وہ کوئی مجتہد نہ تھے۔ خصم کو جواب اس کے مسلمات سے دینا چاہیئے۔ ہاں! جن آیات سے آپ نے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے ان کا جواب ہم سے لیجئے۔

شک۔ قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب الخ

تو کہہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ تعالیٰ کے اور نہ میں جانوں غیب کی بات۔

کس صراحت کے ساتھ خاص نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا نے حکم دیا کہ اعلان کر دیجئے کہ میں غیب دان نہیں ہوں قل لا املک لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء اللہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر وما مسنی السوء "کہہ کہ میں نہیں مالک اپنی جان کے بھلے کا نہ برے کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں جانا کرتا غیب کی بات کو تو بہت خوبیاں لیتا۔ اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی"۔ صاحب معالم التنزیل اس آیت کے مطلب میں لکھتے ہیں۔ خوبی اور برائی سے مراد دنیا کا آرام و تکلیف ہے یعنی میں غیب دان ہوتا تو دنیا کی تکلیف سے بچ جاتا جیسے غزوۂ احد میں شکست ہوئی، نہ ہوتی۔ اور ہو سکتا ہے کہ خوبی

مولوی حسین علی صاحب کی پیش کردہ آیت نمبر ۱ و نمبر ۲ کا جواب

اور برائی کو عام رکھا جائے ۔ اس صورت میں آخرت کے متعلق اجمالاً تو آپ کو اور آپ کے موافقین و مخالفین کے انجام سے حق تعالےٰ نے مطلع کر دیا تھا ۔ مگر تفصیل کی آپ کو اطلاع نہ تھی ۔

فک ۔ یہ آیتیں نفی علم غیب پر دلیل نہیں ہو سکتیں ۔ کیونکہ ایسا کہنا تواضع اور کسر نفسی سے ہے ۔ گھبرائیے نہیں ہم سے اس دعوے کی دلیل سنئے ۔ ملاحظہ ہو تفسیر خازن جلد ثانی صہ۱۶۷ تحت آیت لوکنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر یعنی ولوکنت اعلم الغیب وقت الخصب والجدب لاستکثرت من المال (ومامسنی السوء) یعنی الضر والفقر والجوع ۔ اب روشن ہوا کہ یہاں خیر کے معنے مال کے ہیں تو مال کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو کیا ضرورت ۔ پھر یہی صاحب تفسیر خازن فرماتے ہیں فان قلت قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاءت احادیث فی الصحیح بذلک وھو من اعظم معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ وبین قولہ ولوکنت اعلم الغیب لاستکثرت الخ قلت یحتمل ان یکون قالہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون قال ذلک قبل ان یطلعہ اللہ عز وجل علی الغیب فلما اطلعہ اللہ عز وجل اخبر بہ کما قال اللہ تعالیٰ فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول (قولہ ومامسنی السوء) یعنی الجنون وذلک انھم نسبوہ الی الجنون ۔ مختصر خلاصہ یہ کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے غیب کی خبریں بتائی ہیں ۔ اور یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے معجزات سے ہے تو پھر ولوکنت اعلم الغیب کا کیا مطلب ؟

صاحب تفسیر خازن اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس آیت میں علم غیب کی نفی کرنا از روئے تواضع و ادب کے ہے اور مطلب یہ کہ میں غیب خدا کے بتائے سوا نہیں جانتا ۔ یعنی علم غیب ذاتی کی نفی ہے ۔ اور ہو سکتا ہے کہ علم غیب عطا ہونے سے پہلے لوکنت

اعلم الغیب اور اس کے بعد غیب پر اطلاع دیگئی ہو۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول یعنی اللہ غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا مگر جس کو پسند کرے رسولوں سے اور مامسنی السوء میں سوءٌ سے مراد جنون ہے کیونکہ وہ لوگ جنون کو آپ کیطرف نسبت کرتے تھے۔ ایسے ہی آیت قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب کے تحت تفسیر روح البیان میں لکھا ہے ان یکلم الکفار علی قدر عقولھم یعنی کفار سے ان کی عقل کے مقدار سے باتیں کرو۔ پس یہاں بھی نفی علم غیب ذاتی کی ہے نہ عطائی کی۔ اور شب معراج کے واقعہ میں حضورؐ کا فرمان ہے کہ میرے حلق میں ایک قطرہ ڈال دیا گیا جس سے میں نے علم جمیع ماکان و مایکون کو پایا۔ پس جو شخص کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہیں جانتے وہ راہِ راست سے بھولا ہوا ہے۔ ختم ہوا ترجمہ عبارت تفسیر روح البیان کا۔ لیجئے حضرت مولوی صاحب! یہ ہے آپ کی پیش کردہ آیات کی صحیح تفسیر اور مطلب جس کو ہم نے معتبر تفسیروں سے ثابت کیا۔ قاعدہ ہے کہ جب کان مضارع پر داخل ہوتا ہے تو ماضی بعید بنتی ہے اعلم صیغہ مضارع ہے۔ اس پر کنت جو کان کا واحد متکلم ہے داخل ہوا ہے تو معنے یہ ہوئے کہ اگر میں زمانہ ماضی بعید میں غیب جانتا ہوتا۔ یعنی زمانہ ماضی بعید میں غیب جاننے کی نفی ہے نہ حال و استقبال کی۔ اور اگر اعلم افعل التفضیل کا صیغہ ہے تو بھی مطلب صاف ہے اور مثبتین علم غیب کے دعوے کے منافی نہیں۔ کیونکہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلم الغیب نہیں کہتے بلکہ عالم الغیب کہتے ہیں اور وہ بھی عطائی رنگ میں۔ مولوی صاحب قبلہ نے اپنے مطلب کے موافق تفسیر معالم کا بھی حوالہ دیا ہے۔ اب ہم اس کی نسبت بھی کچھ عرض کئے دیتے ہیں تاکہ اہل حق کو معلوم ہو جائے کہ یہ کس پایہ کی تفسیر ہے اور اس کو علماء کہاں تک غیر ملتزم الصحت جانتے ہیں۔ نواب محسن الملک محسن الدولہ قبلہ وکعبہ مولٰنا سید محمد مہدی علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی بے نظیر اور لاجواب کتاب آیات بینات جلد ۲ صفحہ ۸ پر ارقام فرماتے ہیں۔ یہ کتاب مولوی عبدالشکور صاحب کے نزدیک بھی بہت معتبر ہے۔ قال ابن تیمیۃ کتب التفسیر التی

ینقل فیھا الصحیح والضعیف مثل تفسیر الثعلبی والواحدی والبغوی وابن جریر وابن ابی حاتم لم یکن مجرد روایۃ واحد من ھؤلاء دلیلا علی صحتہ باتفاق اھل العلم۔ دیکھا مولوی صاحب آپ کے مسلم امام ابن تیمیہ نے ان تفاسیر کو جن میں بغوی کی تفسیر معالم بھی ہے کہاں تک وقعت دی ہے جب ان کی نقل کردہ روایات کا بھی اعتبار نہیں تو خود ان کا قول کیسے حجت ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معالم کے اکثر استدلال کو موقع بہ موقع مفسرین خصوصاً محی السنۃ علاء الدین صوفی صاحب تفسیر خازن نے رد کیا ہے۔ افسوس! مولوی عبدالشکور صاحب یہ بھی مانتے ہیں کہ "آنحضرت کے متعلق اجمالاً تو آپ کو آپ کے اور آپ کے موافقین و مخالفین کے انجام سے حق تعالیٰ نے مطلع فرما دیا تھا مگر تفصیل کی اطلاع نہ تھی صـ۴۲ تو نامعلوم تفصیل سے مولوی صاحب کو کیوں انکار ہے۔ اور اس دو رنگی میں کیا فائدہ مدنظر ہے سے

صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں کیسا پردہ ہے کہ چلمن سے لگے بیٹھے ہیں

اور اگر تفصیل کا علم بعطائے الٰہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانا جائے تو اسمیں کون سا احتمال شرک ہے؟ اب سنئے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکے موافقین ومخالفین کے انجام کا علم مفصل تھا کہ انکا انجام کیا ہے۔ کون جنتی ہے اور کون دوزخی۔ اس پر کثرت سے دلائل قرآن واحادیث صحاح ستہ سے موجود ہیں۔ بالفعل صحیح بخاری شریف کتاب "بدء الخلق" سے صرف ایک حدیث پر اکتفا کیا جاتا ہے جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاما فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک مقام میں ہم میں کھڑے ہو گئے اور ابتدائے آفرینش خلائق سے ہمکو خبریں بتانی شروع کیں۔ جہاں تک کہ جنتیوں کو جنت میں داخل کر دیا اور دوزخیوں کو دوزخ میں داخل کر دیا۔ یعنی سب بتا دیا کہ فلاں جنتی ہے اور فلاں دوزخی۔ ایک حدیث میں ماترک شیئا ہے یعنی کوئی چیز نہ چھوڑی۔ ابتداء سے انتہا تک سب کا حال بتا دیا۔ اس مضمون کی احادیث صحیح بخاری میں ہی بکثرت ہیں۔ بتائیے مولوی صاحب ابھی تفصیل

کسی اور چیز کا نام ہے؟ مولوی صاحب اجمال سے انکار نہ کر سکے۔ بھلا کوئی پوچھے کہ حضرت کیا اجمالاً یہ عقیدہ شرک نہیں اور تفصیلاً شرک ہے یہ کس دلیل سے؟ یہ بھی خوب کہی کہ اگر غیب ہوتا تو غزوہ احد میں شکست نہ ہوتی۔ شکست کب ہوئی۔ اگر کسی قدر پسپائی ہوئی تو صحابہ کرام کی غلطی سے جس کو قرآن مجید میں کھلے لفظوں میں معاف کیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ان کو پہلے ہی سے ان کی جگہ پر متعین کر دیا تھا۔ کسی امر کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظاہر نہ کرنا اور اس کا بظاہر خلاف منشاء ظہور پذیر ہونا نفی علمِ غیب کو مستلزم نہیں۔ کیونکہ یہ کسی مصلحت خاصہ کی بناء پر ہوتا ہے۔ آخر نظامِ عالم کو بھی تو خدا نے ہی قائم کر رکھا ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ مدارج النبوۃ میں اور صاحب تفسیر روح البیان وغیرہما لکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تین قسم کے علوم اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمائے ہیں۔ ایک قسم وہ جو تبلیغ کے متعلق ہے جس کا ظاہر کرنا ضروری تھا۔ دوسری قسم وہ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخیر کیا گیا۔ یعنی ظاہر کریں یا نہ کریں۔ تیسری قسم وہ علوم جن کے اخفا کی تاکید کی گئی۔ تو ممکن ہے کہ جو واقعات بظاہر خلاف منشاء ظہور پذیر ہوئے یا جن کے متعلق آپ نے سکوت فرمایا وہ از قسم اخیر ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہر کام میں حکمت ہے ——— اس طرح تو خدا پر بھی یہی اعتراض ہو سکتا ہے کہ اس نے کیوں ایسے واقعات ہونے دیئے جو اس کے دین کی تحقیر کے باعث ہوں۔ اور سنئے ای قل لا اعلم الغیب فیکون فیہ دلالۃ علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمہ الا اللہ خلاصہ یہ کہ اس آیت میں علم غیب استقلالی کی نفی ہے نہ عطائی کی۔ نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں علامہ شہاب الدین خفاجی رقمطراز ہیں وقولہ۔ لو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر فان المعنی علمہ من غیر واسطۃ واما اطلاعہ علیہ باعلام اللہ تعالیٰ فامر متحقق قال اللہ تعالیٰ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول یعنی آیت لو کنت اعلم میں اس علم کی نفی ہے جو بے واسطہ تعلیم الٰہی ہو لیکن بواسطہ تعلیم الٰہی پس وہ علمِ غیب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے جیسا فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔ پس نہیں غالب کرتا اللہ اپنے غیب پر کسی کو مگر جسکو پسند کرے رسولوں سے

شک۔ ان اللہ عندہ علم الساعۃ ۵ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غداً وما تدری نفس بای ارض تموت ۵ ان اللہ علیم خبیر الآیۃ۔ ترجمہ۔ "اللہ کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو ہے ماں کے پیٹ میں اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کیا کرے گا کل۔ اور کوئی جی نہیں جانتا کہ کس زمین میں مرے گا۔ تحقیق اللہ ہے سب جانتا خبردار"۔

فک۔ جو امور اس آیت میں ذکر ہوئے ان کو کہتے ہیں غیوب خمسہ۔ یہ آیت مخالفین ہمیشہ پیش کیا کرتے ہیں۔ اس لئے ہم اس کی تشریح کچھ تفصیل سے کریں گے۔

سنئے! یہاں بھی وہی مطلب ہے کہ ان اشیاء کو بے تعلیم الٰہی کوئی نہیں جان سکتا۔ تفسیر عرائس البیان میں ہے ای لا یعلم الاولون والآخرون قبل اظہارہ تعالیٰ ذلک لھم یعنی ان اشیاء کو کوئی نہیں جانتا قبل اس کے کہ اللہ جتوائے تو ثابت ہوا کہ نفی علم غیب ذاتی کی ہے نہ عطائی کی شرح مقاصد جلد ثانی صفحہ ۱۵۲ میں ہے ان الغیب ھھنا لیس علی العموم بل مطلق او معین ھو وقت وقوع القیٰمۃ بقرینۃ السیاق ولا یبعد ان یطلع علیہ بعض الرسول من الملئکۃ والبشر اس سے بھی ثابت ہوا کہ قیامت کا علم محالات یا ممتنعات سے نہیں بعض ملائکہ اور رسولوں کا اس پر مطلع ہونا بعید نہیں اور نفی علم ذاتی کی ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں "مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل اینہا را نداند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند" یعنی مراد یہ ہے کہ بذریعہ عقل اور اٹکل خود بخود ان امور خمسہ کو کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ یہ امور غیب سے ہیں کہ سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ مگر وہ کہ اللہ تعالیٰ بذریعہ وحی و الہام جس کسی کو جتا دے۔ علامہ ابراہیم بیجوری شرح قصیدہ بردہ صفحہ ۵۸ میں فرماتے ہیں ولم یخرج صلی اللہ علیہ وسلم من الدنیا الا بعد ان اعلمہ اللہ تعالیٰ بھذہ الامور الخمسۃ یعنی نہیں انتقال فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا سے مگر کہ ان پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ نے آپکو دیدیا تھا۔ صاحب کتاب الابریز صفحہ ۱۵۸ میں فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ سے پوچھا کہ محدثین کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا ان پانچ چیزوں کا علم آپکو

ملا ہے یا نہیں۔ تو پیرے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کیف تخفی امور الخمس علیہ صلی اللہ علیہ وسلم والواحد من اھل التصرف من امتہ الشریفۃ لا یمکنہ التصرف الا بمعرفۃ ھذہ الخمس یعنی ان پانچ چیزوں کا علم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے جبکہ ایک صاحب تصرف امتی کو بھی ان پانچ چیزوں کے علم کے سوا تصرف ممکن نہیں تو ثابت ہوا کہ غلامانِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ان پانچ چیزوں پر اطلاع ہو سکتی ہے۔ اب ہم مفصل فرداً فرداً ثابت کرتے ہیں کہ ان پانچ چیزوں کی خبر آنحضرتؐ نے دی ہے۔ اے عاشقانِ جمال محمدیؐ اور اے طالبانِ وصال احمدی آؤ۔ اپنے آقا کی وسعتِ علمی کو ملاحظہ کرو ؂

حضرتؐ کا علم۔ علمِ لدُنی تھا اے امیرؔ — دیتے تھے سبق قدسیوں کو بے پڑھے ہوئے

(۱) قیامت کا علم ۔ تفسیر روح البیان صفحہ ۳۸۹ میں ہے۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یعرف وقت الساعۃ باعلام اللہ تعالیٰ وھو لاینافی الحصر فی الآیۃ کما لایخفی۔ یعنی آپ قیامت کے وقت کو اللہ تعالیٰ کے بتانے سے جانتے تھے اور یہ آیۃ کے حصر کے منافی نہیں جیسا کہ ظاہر ہے۔ یعنی آیت میں نفی علم ذاتی کی ہے اور آپ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے قیامت کا وقت جانتے تھے۔ ایسا ہی فتوحات وہبیہ شرح اربعین نوویہ کے صفحہ ۶۴ میں ہے۔

(۲) بارش کا علم ۔ اب علم بارش کے متعلق سنئے بفتنہٗ یاجوج ماجوج کے بعد ایک عالمگیر مینہہ برسنے کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ باب العلامات میں بروایت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ حدیث موجود ہے جس میں یہ الفاظ ہیں ثم یرسل اللہ مطرا لایکن منہ بیت مدر ولا وبر یعنی "پھر اللہ تعالیٰ ایک عالمگیر بارش بھیجیگا۔ جس سے کوئی جگہ خالی نہ رہے گی۔ اس حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو بارش کا علم بھی ہے کہ کب برسے گی۔ اسی مشکوٰۃ کے باب "لاتقوم الساعۃ الا علیٰ شرار الناس" میں بروایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حدیث بایں الفاظ مروی ہے ثم یرسل اللہ مطرا کانہ الطل فیبنت منہ اجساد الناس یعنی خلقت کے مرنے کے بعد اللہ تعالیٰ بارش کرے گا۔ گویا کہ وہ شبنم ہے اور اسی سے لوگوں کے اجسام اُگیں گے۔

(۳) مافی الارحام کا علم ۔ علم مافی الارحام کی بھی آپکو خبر ہے بلکہ اس وقت سے خبر ہے جب کہ نطفہ بھی ابھی باپ کی پیٹھ میں نہ ہو۔ چنانچہ حضرت امام مہدی کی خبر احادیث صحیحہ میں آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم فرما چکے ہیں۔ علاوہ بریں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی خبر بھی آپ نے فرمائی جیسا کہ مشکوٰۃ باب المناقب میں بروایت ام فضل رضی اللہ عنہا حدیث مروی ہے جبکہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا خواب سنایا تو آپ نے فرمایا تلد فاطمۃ ان شاء اللہ غلاما یکون فی حجرک یعنی اگر اللہ نے چاہا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں لڑکا ہوگا اور تیری گود میں پلے گا۔

(۴) **ما فی غد کا علم** ۔ اور اس امر کا علم کہ کل کیا ہوگا۔ صحیح بخاری کی حدیث سے ثابت ہے جو مشکوٰۃ باب مناقب علی رضی اللہ عنہ میں بھی ہے قال یوم خیبر لاعطین ھذہ الرایۃ غدا رجلا یفتح اللہ علی یدیہ یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ یعنی خیبر کے دن حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ خیبر کو فتح کرے گا اور وہ شخص اللہ تعالیٰ کا محب ومحبوب ہے۔ چنانچہ کل جھنڈا آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیا اور فتح ہوئی۔ یہ حدیث صحیح حدیث رایت کے نام سے مشہور ہے۔ ہمارا استدلال فتح خیبر کی پیش گوئی سے ہے جو ہو گئی۔ یہیں مولوی عبد الشکور صاحب کے ایک شبے کا جواب بھی سن لیجئے گا۔

شک ۔ حدیث ۔ یعلم ما فی غد مشکوٰۃ میں ہے کہ ایک عورت نے آپکے سامنے یہ مصرعہ پڑھا " فینا نبی یعلم ما فی غد " یعنی ہم میں ایک نبی ہیں جو کل ہونیوالی بات جانتے ہیں تو آپ نے منع فرمایا۔

فک ۔ جب ہم نے علم ما فی غد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت کر دیا تو یہ شبہ کیسا؟ تاہم جواب سنئے! مرقاۃ المفاتیح میں اس کی شرح یوں مرقوم ہے وانما منع القائلۃ بقولھا " وفینا نبی " الخ لکراھۃ نسبۃ علم الغیب الیہ لانہ لا یعلم الغیب الا اللہ وانما یعلم الرسول من الغیب ما اعلمہ او لکراھۃ ان یذکر فی اثناء ضرب الدف واثناء مرثیۃ القتلی لعلو منصبہ عن ذلک خلاصہ یہ کہ آپ نے اس لئے منع فرمایا کہ قائلہ نے غیب کی نسبت مطلق اور بالاستقلال آپکی طرف کر دی تھی۔ کیونکہ علم غیب آپکو خدا کا دیا ہوا عطائی ہے۔ یا منع کرنیکی یہ وجہ ہے کہ آپ نے مکروہ جانا کہ دف کے ساتھ آپکا نام مبارک لیا جائے اور مقتولوں کے مرثیوں میں پڑھا جائے۔

(۵) کب یا کہاں مرنیکا علم - اور اسباب کا علم کہ کوئی کہاں یا کب مریگا خود اپنی نسبت ہی حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی ہے۔ منجملہ ایک حدیث مشکوٰۃ شریف سے درج ذیل ہے۔ وعن معاذ بن جبل قال لما بعثه رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اليمن خرج معه رسول الله صلى الله عليه وسلم يوصيه ومعاذ راكب ورسول الله صلى الله عليه وسلم يمشي تحت راحلته فلما فرغ قال يا معاذ انك عسى ان لا تلقاني بعد عامي هذا ولعلك ان تمر بمسجدي هذا وقبري فبكى معاذ جشعا لفراق رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ خلاصہ مختصر یہ کہ "جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا، تو وصیت فرماتے ہوئے ان کے ساتھ نکلے وداع کرنیکو جب وصیت فرما چکے تو فرمایا کہ اے معاذؓ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہ ہوگی اور شاید تم میری اس مسجد اور قبر پر گزروگے۔ یہ سن کر حضرت معاذؓ آپ کے فراق کے خیال میں بہت روئے۔" کیسی صریح خبر ہے کہ آپ نے اپنی موت سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی۔ ایک اور حدیث مشکوٰۃ شریف سے ملاحظہ فرمائیے۔ قال عمر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يرينا مصارع اهل بدر بالامس يقول هذا مصرع فلان غدا ان شاء الله تعالى وهذا مصرع فلان غدا ان شاء الله قال عمر والذي بعثه بالحق ما اخطئوا الحدود التي حدها رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے میدان جنگ سے ایک دن پہلے ہی ہاتھ رکھ کر بتاتے تھے کہ کل فلاں شخص یہاں مرا پڑا ہوگا اور فلاں یہاں مرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے آپکو حق کے ساتھ بھیجا۔ ایسا ہی ہوا اور وہ لوگ انہی مقامات پر جو آپ نے مقرر فرمائے تھے ہلاک ہوئے۔ کیوں مولوی صاحب! اب تو معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان غیوب خمسہ پر بھی اطلاع کامل تھی۔ ایسے ہی مولوی صاحب آیت وعنده مفاتح الغيب لا يعلمها الا هو ط سے بھی نفی علم غیب ثابت کرنا حق کو جواب دینا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے تفسیر عرائس البیان قال الجریری لا یعلمها الا هو ومن يطلعه عليها من صفي وخليل وحبيب وولي یعنی جریری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے

کہ مفاتیح غیب کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ یا وہ شخص جانتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ مفاتیح
غیب پر خود اطلاع دے۔ یعنی کسی صفی خلیل، حبیب ولی کو جب وہ غیب پر مطلع کرے تو
ہو سکتے ہیں۔ اور چند سطریں اوپر اسی تفسیر میں ہے قبل اظہارہ تعالیٰ ذلك لهم۔ یعنی
مفاتیح غیب کو اللہ کے بتانے سے پہلے کوئی نہیں جانتا۔ پس ثابت ہوا کہ یہاں بھی نفی علم ذاتی کی ہے
نہ کہ عطائی کی فافہم ولا تکن من الممترین المنکرین۔

شک ۔ قل ما کنت بدعا من الرسل وما ادری ما یفعل بی ولا بکم الآیۃ
ترجمہ: تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا اور مجھ کو معلوم نہیں کیا ہونا ہے میرے اور تمہارے ساتھ۔
اس آیت میں بھی یا تو دنیا کے متعلق اپنے انجام و معاملات کی لاعلمی مراد ہے یا آخرت کے
مراتب عالیہ کی تفصیل کی لاعلمی مقصود ہے (رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور لاعلمی۔ معاذ اللہ)
بہر حال جمیع ماکان و مایکون کی نفی صاف ہے۔

فک ۔ اس آیت میں لفظ اَدْرِیْ۔ درایت سے مشتق ہے اور درایت کے معنی
رد المحتار ص۹ سے ملاحظہ فرمائیے (والراجح الدرایۃ بالرفع عطفا من الاشبہ ای
الراجح من جہۃ الدرایۃ۔ ای ادری ان العقل بالقیاس علی غیرہ) تو درایت کے معنی
اپنی اٹکل اور قیاس سے خود بخود کسی بات کو جان لینے کے ہوئے تو بھی علم ذاتی کی نفی ہے، نہ
عطائی کی۔ اور پھر اس آیت کو مفسرین نے منسوخ قرار دیا ہے۔ دیکھو رسالہ ناسخ و منسوخ ملا
عبد الرحمٰن بن محمد دمشقی رحمۃ اللہ علیہ۔ **قولہ** تعالیٰ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم لنسخ
بقولہ تعالیٰ انا فتحنا لك فتحا مبینا لیغفر لك اللہ ما تقدم من ذنبك وما تاخر۔
آیت مذکورۃ الصدر سے جو معاملہ آپ سے ہوگا ظاہر ہے اور آیت لیدخل المؤمنین
والمؤمنات جنٰت تجری من تحتہا الانہار سے وہ معاملہ ظاہر ہے جو آپ کے صحابہ کرام
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ہوگا۔ مزید تشریح کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر خازن جلد رابع
مطبوعہ مصر ص۱۳۱ جہاں لکھا ہے کہ جب آیت ما یفعل بی ولا بکم۔۔ اتری مشرکین
بہت خوش ہوئے (جیسا کہ آج اس آیت کو بڑے طمطراق اور خوشی سے پیش کیا جاتا ہے) اور
کافروں نے کہا کہ ہمارا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا معاملہ واحد ہے اور اس کو ہم پر کوئی فضیلت

نہیں کیونکہ نہ اس کو اپنے انجام کی خبر ہے نہ ہمکو۔ تو پھر اللہ تعالیٰ نے آیت لیغفرلك الله ماتقدم من ذنبك وماتاخر نازل فرمائی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کہا هنیئالك یارسول الله قد علمت ما یفعل بك فما ذا یفعل بنا فانزل الله عزوجل لیدخل المومنین والمؤمنات جنات تجری من تحتها الانهار وانزل وبشر المومنین بان لهم من الله فضلا کبیراً فبین الله ما یفعل به وبهم وهذا قول قتادة والحسن وعکرمة قالوا انما قال هذا قبل ان یخبر بغفران ذنبه وانما اخبر بغفران ذنبه عام الحدیبیة فنسخ ذلك یعنی اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ کرام نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپکو مبارک ہو۔ بتحقیق آپ نے جان لیا جو کچھ آپ کے ساتھ کیا جائے گا اور جو کچھ ہمارے ساتھ کیا جائے گا۔ پس اتاری اللہ تعالیٰ نے آیت لیدخل المؤمنین و المومنات الخ اور وبشر المؤمنین والمؤمنات بان لهم من الله فضلا کبیراً۔ پس ظاہر کیا اللہ تعالےٰ نے وہ معاملہ جو آپ کے ساتھ اور آپ کے صحابہ کے ساتھ کیا جائیگا یہی ہے قول قتادہؓ اور حسنؒ اور عکرمہؓ کا۔ یہ اس وقت کہا گیا تھا کہ جب آپ کو آپ کے اور صحابہ کرام کے معاملہ کی خبر نہ دی گئی تھی تو جب حدیبیہ کے سال خبر دیگئی تو آیت مایفعل بی ولا بکم منسوخ ہو گئی۔ اس سے آگے مولوی صاحب نے آیت ولله غیب السموات والارض پیش کی ہے جس سے کسی ایماندار کو انکار نہیں۔ بھلا اس میں کہاں لکھا ہے کہ انبیاء کو غیب پر اللہ تعالیٰ اطلاع نہیں دیتا۔ اب احادیث پیش کردہ مولوی صاحب کا جواب ملاحظہ ہو جس کے بعد انشاء اللہ جواب الجواب محال ہے ؎

نازک کلامیاں میری توڑیں عدو کا دل
میں وہ بلا ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں

شک۔ حدیث تابیر نخل صحیح مسلم وغیرہ میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو وہاں تابیر نخل کا رواج تھا یعنی نر چھوہارے کے شگوفے مادہ درخت کے شگوفے میں ملائے جاتے تھے۔ آپؐ نے منع فرمایا۔ صحابہ کرام نے نہ کیا مگر اس سال پھل میں کمی ہوئی تو حضورؐ نے فرمایا جو تم کرتے تھے وہی کرو انتم اعلم بامور دنیاکم یعنی تم اپنی دنیا کی باتیں مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ دیکھو کس صراحت سے جمیع ماکان ومایکون کی نفی ہے۔

فک۔ اُف! مولوی صاحب، حدیث کے ترجمہ میں اس قدر زیادتی۔ بھلا بتاؤ تو تم مجھ سے زیادہ جانتے ہو۔ حدیث کے کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ کیا یہ تحریف معنوی نہیں؟ سنئے یہ تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خرق عادت وخلاف قواعد پر مبنی تھی اور اس منع فرمانے میں آپ نے صحابہ کرام کو توکل کی ترغیب دی تھی۔ شیخ سنوسیؒ کا قول ہے کہ اگر لوگ سال دو سال ٹھہر جاتے اور تابیر نخل نہ کرتے تو تابیر نخل کی محنت سے ہمیشہ کے لئے سبکدوش ہو جاتے مگر جب ایکدفعہ بسبب کھجوروں کے کم بارآور ہونیکے وہ لوگ صبر نہ کر سکے تو اس پر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم اپنے دنیا کے کاموں کو خود ہی جانو۔ ملا علی قاریؒ شرح شفا جلد ثانی صہ ۳۲۸ پر فرماتے ہیں فلو صبروا علی نقصان سنۃ او سنتین لرجع النخیل الی حالہ الاول وفی القصۃ اشارۃ الی التوکل وعدم المبالغۃ فی الاسباب وغفل عند ارباب المعالجۃ من الاصحاب۔ مطلب وہی کہ اگر وہ لوگ سال دو سال صبر کرتے تو کھجوریں بغیر تابیر کے ہی بارآور ہوا کرتیں اور اس قصہ میں اشارہ ہے طرف توکل کے اور عدم مبالغہ فی الاسباب کے اور چونکہ بعض نے صحابہ کرام سے جو ارباب معالجہ تھے بے توجہی سے کام لیا تو نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیشہ کیلئے تلقیح کی محنت اٹھانی پڑی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہہ کر کہ تم اپنی دنیا کے کاموں کو خود ہی جانو اپنی بے تعلقی ظاہر فرمائی۔ اور یہ حکم کوئی وحی سے تو تھا ہی نہیں جس کا خلاف کرنے سے صحابہ کرامؓ پر کوئی گرفت ہوتی۔ علامہ شیخ عبدالحقؒ محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ دنیا اور آخرت کے امور میں آنحضرتؐ سے زیادہ کوئی عالم نہیں۔ فصل الخطاب میں علامہ قیصری سے نقل ہے ولا یعزب عن علمہ صلی اللہ علیہ وسلم مثقال ذرۃ فی الارض ولا فی السماء من حیث مرتبۃ وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیاکم یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے مقدار ایک ذرہ بھر کا بھی آسمانوں اور زمینوں میں پوشیدہ نہیں۔ اگرچہ بشریت کے لحاظ سے فرمادیں انتم اعلم بامور دنیاکم۔ مولوی صاحب دیکھا یہ ہے محدثین کی تصریح وتشریح اس حدیث کے متعلق۔ بتائیے متقدمین سے کس نے اس حدیث کو نعوذ باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لاعلمی پر محمول کیا۔ آگے چلئے۔

شک۔ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے کوئی معاملہ پیش ہوتا ہے اور ایک فریق زبان آوری سے اپنی دلیل خوب بیان کرتا ہے۔ میں سمجھتا

ہوں کہ وہی حق پر ہے اس کے موافق فیصلہ کر دیتا ہوں۔ لیکن فی الواقع ایسا نہ ہو تو میرے فیصلے سے وہ چیز جائز نہیں ہو سکتی ماکان ومایکون کے علم کی کیسی صاف نفی ہے۔ اگر ماکان ومایکون کا علم ہوتا تو آپکو خلاف فیصلہ کا اندیشہ کیوں ہوتا۔ وغیرہ وغیرہ

فک۔ افسوس مولویصاحب اسکی حکمت بالغہ تک نہیں پہنچے۔ آنحضرت کا مقصود اس سے یہ ہے کہ کوئی شخص زبان آوری سے کسی کا حق لینے کا ارادہ نہ کرے۔ مولویصاحب کیا تمام عمر کبھی آنحضرت نے خلاف حق فیصلہ کیا؟ مزہ تو جب تھا کہ آپ کوئی نظیر بھی اسکی پیش کرتے! سنئے آنحضرت کے فیصلہ میں خلاف حق کا احتمال نص قطعی سے غیر ممکن ہے اور وہ آیت یہ ہے فلا وربك لا یؤمنون حتی یحکموك فیما شجر بینھم ارشاد ہے کہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جبتک اپنے ہر معاملہ میں آپکو منصف اور حکم نہ جانیں اور حلف اٹھا کر فرمایا۔ بھلا کوئی ایماندار ایک لمحہ کیلئے بھی آپکے فیصلہ میں غلطی کے احتمال کو دخل دے سکتا ہے۔ اصل الفاظ حدیث پیش کردہ مولوی صاحب کے یہ ہیں فان قضیت لاحد منکم بشیٔ من حق اخیہ یہ قضیہ شرطیہ ہے جو صدق مقدم کو مقتضی نہیں ہوتا اور اسمیں مقدم کا امکان ضروری نہیں ہوتا

مثال سنئے (قولہ تعالے) قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین کیا نعوذ باللہ۔ اس آیت سے خدا کے ہاں بیٹا پیدا ہونا ممکن ہے؟ مولویصاحب وہی وجہ ہے کہ شرطیات صدق مقدم کو مستلزم نہیں ہوتے کیا کسی ضعیف سے ضعیف حدیث سے بھی آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ تمام عمر آپ نے ایک فیصلہ بھی خلاف حق کیا فبین ان کنت ذکیا

حدیث اساریٰ بدر سے بھی نفی علم غیب پر حجت پکڑنا قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اعلم الناس ہونیکے بموجب حکم آیت وشاورھم فی الامر صحابہ کرام سے مشورہ لیا کرتے تھے اور اسمیں امتحان ہوتا تھا کہ کسکی رائے زیادہ صائب ہے چنانچہ اس واقع میں امیر المومنین حضرت عمرؓ کی رائے موافق منشاء الٰہی ثابت ہوئی۔ اور بس! اس سے آگے مولوی صاحب نے حدیث افک لکھی ہے۔ یہ بھی پرانا کانٹا ہے جو منکرین علم غیب خصوصاً علماء دیوبند کے دلوں میں کھٹکتا رہتا ہے۔ اسکا بھی جواب سنئے ع "کانٹا سا کھٹکتا ہے نکل جائے تو اچھا"

شک۔ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت لگائی گئی اسب کا آج آپنے پھر ذکر کیا۔ (ف) حضورؐ نے اس جھوٹی تہمت کے سبب انکو ان کے گھر بھیجدیا۔ اور مشورہ

طلاق کا بھی ہوگیا (اس پر ثبوت کیا) اسکے صدمے سے وہ سخت بیمار ہوگئیں جب انکی برئیت قرآن شریف میں نازل ہوئی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضی رفع ہوئی۔

فک ۔ مولویصاحب! حضور انورؐ کو کسی قسم کی تمام عمر حضرت عائشہؓ پر ہرگز کبھی ناراضی نہیں ہوئی اور نہ الک کے معاملہ میں ہوئی۔ آپکو حضرت عائشہ رضؓ کی پاکی پر یقین کامل تھا۔ اس پر اتمام حجت کیلئے صحیح بخاری کتاب الشہادات باب تعدیل النساء کا ملاحظہ کرو جہاں یہ حدیث ذیل آپ کو ملے گی۔ فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم من یعذرنی من رجل بلغنی اذاه فی اهلی فوالله ما علمت فی اهلی الاخیرا وقد ذکروا رجلا ما علمت علیه الاخیرا یعنی آپنے فرمایا کہ کوئی ہے جو اس شخص سے جس سے میری اہلیہ کے بارے میں مجھے ایذا پہنچی بدلہ لے۔ نہیں جانا میں نے اپنی اہلیہ کے بارہ میں مگر نیکی کو۔ یہ آپنے اللہ کی قسم اٹھا کر فرمایا اور پھر فرمایا کہ بتحقیق ذکر کیا انہوں نے ایک مرد یعنی صفوان کا۔ نہیں جانا میں نے اس پر مگر نیکی کو۔ افسوس! حضور انورؐ تو قسم اٹھا کر فرمادیں کہ مجھے اس معاملہ کا علم ہے۔ مگر مولوی صاحب کہیں کہ آپکو اس کا علم نہیں تھا۔ رہا آپ کا چند روز حضرت عائشہ رضؓ کیطرف توجہ نہ فرمانا۔ اسمیں یہ حکمت بالغہ تھی کہ خود خدائے قدوس عزوجل حضرت عائشہؓ کی نسبت قرآن مجید میں پاکی نازل فرمائے اور حجت تمام ہوجائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور کسی کو چون وچرا کی گنجائش نہ رہی ورنہ ممکن ہے کہ کسی کے دل میں کھٹکا رہتا اور وہ اس کیلئے باعث نقصان ایمان ہوتا۔ پس منشاء حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تھا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکی خود اللہ تعالیٰ قرآن میں بیان فرمائے تو انکو پھر گھر میں لایا جائے۔ پس وہ پورا ہوا جو رسول پاکؐ چاہتے تھے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ رہا آپکا تنگدل ہونا اور غم کرنا سو وہ کفار و منافقین کی باتوں سے تھا۔ اور کافروں کی باتوں سے اکثر اوقات آپ تنگدل ہوجایا کرتے تھے جیسا کہ اس آیت سے قرآن مجید کی ثابت ہے۔ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بتحقیق ہم جانتے ہیں کہ آپ کفار کی باتوں سے تنگدل ہوجاتے ہیں۔ پس اس معاملہ میں بھی آپکا تنگدل ہونا مخالفین کی باتوں سے تھا نہ کہ نعوذ باللہ حضرت عائشہ رضؓ پر کسی قسم کی بدگمانی کی وجہ سے۔

لیجئے مولوی صاحب یہ تھا آپکا شبہ جو بڑے طمطراق سے پیش کیا گیا تھا۔ اب اس کو سنبھالئے گا۔ ہبآء منثورا ہوا جاتے ہے سہ

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں

شک ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص میری قبر کے پاس آکر درود شریف پڑھے گا۔ میں اسکو خود سنوں گا اور جو شخص کسی دور مقام سے درود شریف پڑھے گا اسکو فرشتے پہنچائیں گے (یہ بھی غیب کی خبر دی۔منہ) اگر جمیع ماکان ومایکون کا علم ہوتا تو فرشتوں کے پہنچانے کی کیا حاجت تھی ۔ دور و نزدیک سب کا سلام یکساں سنتے۔

فک ۔ ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم اس مدنی دلربا علیہ التحیۃ والثناء اروا حنا الفداہ کے ہمیشہ مدح خواں اور بفحوائے فانسب الی ذاتہ ماشئت من شرف سوائے مرتبہ الوہیت کے ہر قسم کے فضائل حضور انور کیطرف منسوب کیجئے اور جانب مخالف ہمیشہ آپکے درجات رفیعہ کے انکار پر مصر رہی اور محبت کے پردہ میں ہر تنقیص توہین حضور کے ذمہ لگائی بہرکیف اب جواب شروع ہوتا ہے ۔ اس سے آگے مولوی صاحب نے علامہ ابن حجر مکی اور ملا علی قاری رحمہما اللہ کی عبارات بھی لکھی ہیں ۔ جنکا مطلب بھی وہی ہے جو مذکور ہوا ۔ مولنا ! ذکر اللہ بھی تو فرشتے ہی لیجاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر کرتے ہیں ۔ جیساکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو کیا اس سے یہ لازم آئیگا کہ اللہ تعالیٰ کو بھی علم غیب نہیں نعوذ باللہ من ذالک ۔ ورنہ فرشتوں کے ذکر لیجانیکی کیا ضرورت اور باوجود جاننے کے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے پوچھتا ہے جیساکہ صحیح بخاری مطبوعہ کرزن پریس دہلی صد۹ پر حدیث کے الفاظ فیسئلھم ربھم سے ظاہر ہے کہ تم نے کس حال میں میرے بندوں کو چھوڑا ۔ اور وہ بتاتے ہیں ۔ مولویصاحب ! یہ انتظام وحکمت ہے ۔ خدا تعالیٰ چاہتا تو تمام عالم میں نور ایمان پھیلا دیتا مگر نہیں ۔ کتابیں نازل کیں ، رسول بھیجے ۔ جہاد ہوئے ۔ پھر جن جن سعید روحوں کی قسمت یاور تھی ایمان لائے ۔ اس میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان ہے کہ فرشتے بھی رات دن رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لگے رہتے ہیں ۔ ملا علی قاریؒ اور علامہ ابن حجر مکیؒ کی عبارات میں مولوی صاحب نے بیجا تصرف کیا ہے اور ترجمہ میں "بواسطہ فرشتہ" کا لفظ اپنی طرف سے بڑھایا ہے حالانکہ ہر دو عبارات میں محض لفظ الا بواسطۃ ہے جس سے محض واسطہ ثابت ہوتا ہے اور وہ واسطہ علم غیب کا ہے چونکہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں بجسد عنصری زندہ ہوتے ہیں ۔ اس لئے قبر کے پاس جو کلام ہوا اسکو

وہ ویسا ہی سنتے ہیں جیسا کہ عین زندگی میں اور دور سے بواسطۂ علم غیب وکشف ۔ یہ ہے ان عبارات کا صحیح مطلب جن میں فرشتہ کا لفظ آپ نے اپنی طرف سے بڑھا دیا ہے ۔ اب آگے چلئے ۔

مولوی حسین علی صاحب کی پیش کردہ حدیث ذوالیدین کا جواب

شک ۔ صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے عصر کی نماز دو ہی رکعات پڑھ کر سلام پھیر دیا ۔ حضرت ذوالیدینؓ نے پوچھا کہ نماز کم کر دیگئی یا آپکو نسیان ہوا ۔ آپنے فرمایا یہ کچھ بھی نہیں ہوا ۔ تب اور صحابہؓ نے بھی شہادت دی کہ ذوالیدینؓ سچ کہتے ہیں ۔ اس وقت آپ نے نماز پوری کی ۔

فک ۔ مولوی صاحب ! یہ کیا اعتراض ہے سنئے ! اگر حضور انورؐ کا سہو ہماری ہی طرح تھا تو ثابت ہوا کہ آپ بغیر حضور قلب ہی نماز پڑھا کرتے تھے ۔ نعوذ باللہ ۔ ایسا خیال تو کوئی مسلمان نہیں کر سکتا ۔ بات یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کا یہ سہو ہماری طرح غفلت سے نہیں تھا بلکہ کمال استغراق مشاہدہ جمال الٰہی سے تھا جس میں نماز کی رکعات سکون اور حرکات کی اصلا خبر نہیں رہتی ۔ حضرات کاملین و مقربان بارگاہ الٰہی کا سہو اسی قسم کا ہوتا ہے ۔ قبلۂ عالم حضرت مولانا رومؒ فرماتے ہیں ۔

کار پاکاں راقیاس از خود مگیر — گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

گرچہ ہر غیبے خدا مارا نمود ! — دل دراں لحظہ بخود مشغول بود

اور جب ہم ثابت کر چکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی وفات کا وقت معلوم تھا تو حدیث لا ادری کا پیش کرنا چہ معنی دارد ۔ ہاں ممکن ہے کہ خبر بعد میں ہوئی ہو اور یہ پہلے فرمایا ہو اور مقصود اس سے شیخینؓ کی اقتدا کا حکم دینا بھی تھا اور لفظ ادری کا معنی گزر چکا کہ اٹکل اور قیاس سے ایسا معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے ہوتا ہے ۔ کمامر ۔

مولوی حسین علی صاحب کی پیش کردہ حدیث [illegible] کا جواب

شک ۔ صحیح بخاری وغیرہ میں ہے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ لوگ قیامت کے دن دوزخ کیطرف جا رہے ہوں گے ۔ میں انکو پہچان کر کہونگا ۔ اے پروردگار یہ لوگ میری امت کے ہیں ارشاد ہوگا آپ نہیں جانتے کہ آپکے بعد انہوں نے کیا کیا نئی باتیں نکال ہیں ۔

فک ۔ مولویصاحب ! کیا ہوگیا ۔ یہ حدیث تو محض غیب ہی غیب ہے ، ذرا سوچئے گا یہ واقع تو قیامت کو پیش آئیگا ۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ خبر بطور پیشین گوئی پیشتر ہی فرما گئے تو غیب کی خبر نہیں تو اور کیا ہے ۔ ہاں اگر آپ کو اس حدیث کے الفاظ انک لا تدری ما احدثوا بعدک یعنی " تو نہیں جانتا جو انہوں نے نئی باتیں نکالیں " سے مغالطہ ہوا تو اس کا

جواب سنئے۔ یہاں ہمزہ استفہامیہ مقدر ہے۔ لی

ہے جیساکہ ھٰذا ربّی میں ہمزہ استفہا

حدیث آئی ہے وہاں ہمزہ استفہامیہ صاف

ماعملوا بعدك یعنی کیا آپ نہیں جان

کو خبر ہے بھلا ان لوگوں کا حال آنحضرت صلی

دوسری حدیث صحیح مسلم سے تمام امت کا آ

علی امتی باعمالھا حسنھا و قبیحھا

کے پیش کی گئی۔ اب تو مولوی صاحب اس حد

ہم نے بہت اختصار سے کام لیا۔ مگر م

مولوی عبدالشکور صاحب ایڈیٹر النجم۔ اور مول

سے ہے۔ کسی ایرے غیرے نتھو خیرے سے

حضرات سے رکھتے ہیں۔ بالفعل ہم نے صرف

اپنے دلائل نہیں لکھے ورنہ ایک ضخیم کتاب

نے جواب الجواب کے لئے قلم اٹھایا تو پھر ہم

کے لئے براہین قاہرہ سے ثابت کریں گے جس

کی ہرگز طاقت نہ رہے گی۔ والسّلام خ

حررہ الراجی الیٰ رحمۃ

نقشبندی مجددی سجادہ نش

یعنی اُراتك لاتدری   کیا تو نہیں جانتا؟ بلکہ جانتا
یہ مقدر ہے۔ صحیح مسلم میں بھی باختلاف الفاظ یہی
طور پر مرقوم ہے۔ لفظ صحیح مسلم کے یہ ہیں اما شعرت
ے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا عمل کئے۔ یعنی آپ
اللہ علیہ وسلم پر کیسے پوشیدہ رہ سکتا ہے جب کہ
پ پر پیش ہونا ثابت ہے اور وہ حدیث یہ ہے عن حت
لیعنی "مجھ پر میری امت بمع اپنے اعمال نیک و بد
یث کا صحیح مفہوم سمجھ گئے ہوں گے۔
ضمون پھر بھی اس قدر طویل ہو گیا۔ ہمارا خطاب
ی حسین علی صاحب سکنہ واں بھچراں ضلع میانوالی
نہیں۔ اس لئے جواب الجواب کی امید بھی انہیں
ے ان حضرات کے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔
تیار ہوتی۔ اگر ان حضرات یا ان کے ہم پایہ علماء دیوبند
علم جمیع ماکان و مایکون حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم
ے لعبد جانب مخالف کو انشاء اللہ تعالیٰ ہنگامہ آرائی

ختام الکلام

ہ اللہ الصمد آثم نور محمد

نین سکنہ قلعہ شریف ضلع شیخوپورہ پنجاب

جواب سنئے۔ یہاں ہمزہ استفہامیہ مقدر ہے۔ یعنی اِنّکَ لا تدری کیا تو نہیں جانتا؟ بلکہ جانتا ہے جیسا کہ ھٰذا ربی میں ہمزہ استفہامیہ مقدر ہے۔ صحیح مسلم میں بھی باختلاف الفاظ یہی حدیث آئی ہے وہاں ہمزہ استفہامیہ صاف طور پر مرقوم ہے۔ لفظ صحیح مسلم کے یہ ہیں اما شعرت ما عملوا بعدک یعنی کیا آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا عمل کئے۔ یعنی آپ کو خبر ہے بھلا ان لوگوں کا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے پوشیدہ رہ سکتا ہے جب کہ دوسری حدیث صحیح مسلم سے تمام امت کا آپ پر پیش ہونا ثابت ہے اور وہ حدیث یہ ہے عرضت علی امتی باعمالھا حسنھا و قبیحھا یعنی "مجھ پر میری امت بمع اپنے اعمال نیک و بد کے پیش کی گئی"۔ اب تو مولوی صاحب اس حدیث کا صحیح مفہوم سمجھ گئے ہوں گے۔

ہم نے بہت اختصار سے کام لیا۔ مگر مضمون پھر بھی اس قدر طویل ہو گیا۔ ہمارا خطاب مولوی عبدالشکور صاحب ایڈیٹر النجم۔ اور مولوی حسین علی صاحب سکنہ واں بھچراں ضلع میانوالی سے ہے۔ کسی ایرے غیرے نتھو خیرے سے نہیں۔ اس لئے جواب الجواب کی امید بھی انہیں حضرات سے رکھتے ہیں۔ بالفعل ہم نے صرف ان حضرات کے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔ اپنے دلائل نہیں لکھے ورنہ ایک ضخیم کتاب تیار ہوتی۔ اگر ان حضرات یا ان کے ہم پایہ علماء دیوبند نے جواب الجواب کے لئے قلم اٹھایا تو پھر ہم علم جمیع ماکان و مایکون حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے براہین قاہرہ سے ثابت کریں گے جس کے بعد جانب مخالف کو انشاء اللہ تعالیٰ ہنگامہ آرائی کی ہرگز طاقت نہ رہے گی۔ والسلام ختام الکلام

حررہ الراجی الی رحمۃ اللہ الصمد آثم **نور محمد**

نقشبندی مجددی سجادہ نشین سکہ قلعہ شریف ضلع شیخوپورہ پنجاب